السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا اقامت کا جواب "اقامھا اللہ وادامھا" کہنا صحیح ہے ؟ تکبیر کا جواب دیتے ہوئے دریافت کیا جائے تو کہا جاتا ہے کہ ہمارے بڑے اسی طرح کرتے آئے ہیں ۔ تم ایک نیا فتنہ کھڑا کر رہے ہو ۔ اس مسئلہ میں ہماری صحیح راہنمائی فرمائیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اقامت کا جواب دینے کیلیئے "جو اقامھا اللہ وادامھا" کہا جاتا ہے یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ۔ اس سلسلہ میں سنن ابو داؤد میں جو روایت بطریق محمد بن ثابت از رجل من اہل الشام از شہر بن حوشب از ابی امامہ یا عن بعض اصحاب النبی مروی ہے ، انتہائی کمزور ہے ۔ اس کی وجہ ضعف یہ ہے کہ اس کی سند میں درج ذیل تین علتیں پائی جاتی ہیں ۔ پہلی علت یہ ہے :

(١) محمد بن ثابت العبدی ضعیف راوی ہے ۔ امام علی بن مدینی اور دیگر محدثین نے کہا کہ یہ حدیث میں قوی نہیں ہے ۔ امام ابن معین نے فرمایا لیس بشیء یہ کچھ نہیں ہے ۔ (میزان الاعتدال ٣/٣٩٥ ٤٩٥)

امام ابو حاتم نے کہا ہے لیس بالمتین امام بخاری نے کہا یخالف فی بعض حدیثہ امام نسائی نے فرمایا لیس بالقوی امام ابن عدی نے کہا "عامة احادیثہ مم لا یتابع علیہ" امام ابو داؤد نے کہا لیس بشیء امام ابو احمد الحاکم نے کہا لیس بالمتین (تہذیب التہذیب ٩/٨٥ ٨٥)

دوسری علت یہ ہے کہ :

(٢) رجل من اھل الشام مجہول ہے یعنی یہ بات معلوم نہیں کہ اہل شام میں سے کون سا آدمی ہے جس سے یہ روایت مروی ہے ۔

(٣) تیسری خرابی یہ ہے کہ شہر بن حوشب متکلم فیہ ہے (جیسا کہ میزان ٢/٢٨٣ ٣٨٣ اور تہذیب ٤/٣٦٩ ٦٩٩ میں موجود ہے) حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے تقریب میں اسے کثیر الاوہام یعنی کثرت سے وہم میں مبتلا ہونے والا قرار دیا ہے ۔

لہٰذا جب یہ روایت صحیح نہیں تو اس سے استدلال کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے یاد رہے کہ بڑوں کی بات کوئی حجت نہیں ۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکامات میں ہمارے لیے حجت ہیں ۔ جو بات قرآن وسنت سے ملتی ہے وہ لے لو اور جس کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ۔ اس پر عمل کرنے کے ہم مکلف نہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعوت کا سلسلہ شروع کیا تھا تو آپ کو بھی یہ جواب دیا گیا تھا کہ ہمارے بزرگ اور بڑے آج تک اس طریقہ پر گامزن ہیں ۔ کیا وہ غلط ہیں اور تم جو نیا دین لائے ہو وہ صحیح ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ١٧٠ ...البقرة

''جب انہیں کہا جاتا کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباؤ واجداد کو پایا ۔ اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہدایت یافتہ تھے''۔

یہاں سے معلوم ہوا منزل من اللہ دین کی بات کے مقابلے میں آباؤ اجداد کے اقوال وافعال کو پیش کرنا پرانے مشرکین وکفار کا طرز عمل تھا ۔ اہل اسلام کو یہ بات زیبا نہیں کہ وہ شرعی احکامات کے سامنے اپنے آباؤ اجداد کو پیش کریں ۔ جن مسائل کا ثبوت قرآن وسنت کی نصوص سے نصاً یا اشارتاً ملتا ہے انہیں لے لو ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج 1

محدث فتویٰ